سورة بني اسرائیل

آیات ۱۶ - ۲۵

وَاِذَآ اَرَدْنَآ اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا فَفَسَقُوْا فِيْهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِيْرًا ﴿١٦﴾
وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْۢ بَعْدِ نُوْحٍ ؕ وَكَفٰى بِرَبِّكَ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرًاۢ بَصِيْرًا ﴿١٧﴾ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ
الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلٰىهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا ﴿١٨﴾
وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا ﴿١٩﴾ كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَ
هٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ ؕ وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا ﴿٢٠﴾ اُنْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ وَ
لَلْاٰخِرَةُ اَكْبَرُ دَرَجٰتٍ وَّاَكْبَرُ تَفْضِيْلًا ﴿٢١﴾ لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَقْعُدَ مَذْمُوْمًا مَّخْذُوْلًا ﴿٢٢﴾ ع
وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ؕ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا
تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ﴿٢٣﴾ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ
رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ؕ ﴿٢٤﴾ رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِيْ نُفُوْسِكُمْ ؕ اِنْ تَكُوْنُوْا صٰلِحِيْنَ فَاِنَّهٗ كَانَ
لِلْاَوَّابِيْنَ غَفُوْرًا ﴿٢٥﴾

سُوْرَةُ بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْل

آیات 6 تا 15

- بنی اسرائیل کے عروج وزوال کی مختصر تاریخ
- تاریخی تبدیلیاں (امتوں کی فتح وشکست) اللہ تعالیٰ کے ارادہ کے تحت ہیں
- اقتصادی وافرادی قوت کا بڑھنا اور ان میں توازن امتوں کے مقدر میں اہم کردار ادا کرتا ہے (وَاَمْدَدْنٰكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِیْنَ)
- انسان کے اچھے ہونے یا برے عمل کی بازگشت صرف اسی کی طرف ہونا۔ اللہ تعالیٰ کی غیر متبدل سنتوں میں سے
- زمین میں فساد پھیلانا، اللہ کی شدید ناراضی اور سخت عقوبت کا باعث
- اللہ تعالیٰ کی طرف سے بنی اسرائیل کو فتنہ وفساد کی طرف پلٹنے کی صورت میں دوبارہ عذاب کی دھمکی۔
- قرآن مجید بنی نوع انسان کے لیے عظیم ترین ہدایت، اور کامل ترین کتاب
- انسان کے اندر خیر کی طلب حقیقی، جبکہ بدی کی چاہت غیر حقیقی ہے۔ جلد بازی کی خصلت انسان کی طبیعت میں
- ہر انسان کا اعمال نامہ اس کی گردن سے باندھا ہوا ہے۔ انسان کی سعادت وشقاوت، اس کے اعمال کا نتیجہ
- انسان کا حساب روز قیامت اس کے نامہ اعمال میں واضح اور روشن ہوگا جسے وہ خود دیکھ اور پڑھ سکے گا

وَاِذَآ اَرَدْنَآ اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا فَفَسَقُوْا فِيْهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِيْرًا ﴿١٦﴾ وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْۢ بَعْدِ نُوْحٍ

وَاِذَآ اَرَدْنَآ - اور جب ارادہ کرتے ہیں ہم

اَرَادَ يُرِيْدُ ، اِرَادَةٌ :ارادہ کرنا،چاہنا (IV)

اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً - کہ ہلاک کریں کسی بستی کو

اَهْلَكَ يُهْلِكُ ، اِهْلَاكٌ:ہلاک کرنا (IV)

اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا - تو حکم دیتے ہیں ہم اس کے خوشحال لوگوں کو

أترَفَ يُترِفُ ، إترَافًا : عیش وآرام دینا (IV)

مُتْرَف :خوشحال- (اسم مفعول)

مُتْرَفِي :اصل میں مُتْرَفِيْنَ تھا،اضافت کی وجہ سے جمع کا نون گر گیا

فَفَسَقُوْا فِيْهَا - تو وہ نافرمانیاں کرتے ہیں ہیں اس میں

فَسَقَ يَفْسِقُ ، فِسْقًا و فُسُوْقًا :نافرمانی/گناہ کرنا

فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ- تو ثابت ہو جاتی ہے اس (بستی) پر بات (عذاب کی)

حَقًّا : حق/سچ ہونا،جائز ہونا،ثابت ہونا

فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِيْرًا - تو ہم اس کو تباہ کر دیتے ہیں جیسے تباہ کرنے کا حق ہے

دَمَّرَ يُدَمِّرُ ، تَدْمِيْرًا:تباہ کرنا (II)

وَكَمْ اَهْلَكْنَا - اور کتنی ہی ہلاک کی ہیں ہم نے

كَمْ :سوالیہ/خبریہ- جو مقدار کی زیادتی اور تعداد کی کثرت کو ظاہر کرتا ہے

مِنَ الْقُرُوْنِ - قومیں (امتیں)

قُرُون ، قَرْن کی جمع- وہ قومیں جن میں سے ہر ایک کا زمانہ دوسری سے جدا ہو

مِنْۢ بَعْدِ نُوْحٍ - نوحؑ کے بعد

بستیوں میں بسنے والوں کی تباہی وہلاکت کے اصول کے بیان کے بعد- قوم نوح سے استشہاد

وَكَفٰى بِرَبِّكَ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا ﴿١٧﴾ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلٰىهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا ﴿١٨﴾

وَكَفٰى بِرَبِّكَ - اور کافی ہے تمہارا رب (جو)

بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ - اپنے بندوں کے گناہوں سے

خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا - پوری طرح باخبر، سب کچھ دیکھنے والا ہے۔

عَجَلَ يَعجَلُ ، عَجلاً: جلدی کرنا

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ - جو چاہتا ہے جلد ملنے والی (دنیا کو)

عَاجِلَة: (اسم فاعل مؤنث)، جلدی والی، یعنی دنیا

عَاجِلَة: آخرت کے مقابلے میں (دنیا اور اسکا نفع)

عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا۔ تو ہم جلدی کر دیتے ہیں اس کے لیے اس (دنیا) میں

عَجَّلَ يُعَجِّلُ ، تَعْجِيْلًا: جلدی دینا (II)

مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ - جو چاہتے ہیں ہم اور جس کے لیے چاہتے ہیں

ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ - پھر ٹھہرا رکھا ہے ہم نے اس کے لیے جہنّم

يَصْلٰىهَا - داخل ہوگا وہ اس میں

صَلٰى يَصْلٰى , صَلِيًّا : داخل ہونا (آگ میں)

مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا - مذمت کیا ہوا، دھتکارا ہوا

ذَمَّ يَذُمّ ، ذَمًّا : مذمت کرنا

مَذْمُوْم: مذمت کیا ہوا، (اسم مفعول)

دَحَرَ يَدحَرُ ، دَحْرًا : ٹھکرانا، دھتکارنا

مَدْحُوْرًا: دھتکارا ہوا، (اسم مفعول)

وَإِذَآ أَرَدْنَآ أَن نُّهْلِكَ قَرْيَةً أَمَرْنَا مُتْرَفِيهَا فَفَسَقُوا فِيهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنَاهَا تَدْمِيرًا ﴿١٦﴾ وَكَمْ أَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُونِ مِنۢ بَعْدِ نُوحٍ ۗ وَكَفَىٰ
بِرَبِّكَ بِذُنُوبِ عِبَادِهِۦ خَبِيرًۢا بَصِيرًا ﴿١٧﴾ مَّن كَانَ يُرِيدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهُۥ فِيهَا مَا نَشَآءُ لِمَن نُّرِيدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهُۥ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلَىٰهَا مَذْمُومًا مَّدْحُورًا ﴿١٨﴾

جب ہم کسی بستی کو ہلاک کرنے کا ارادہ کرتے ہیں تو اس کے خوشحال لوگوں کو حکم دیتے ہیں اور وہ اس میں نافرمانیاں کرنے لگتے ہیں، تب عذاب کا فیصلہ اس بستی پر چسپاں ہو جاتا ہے اور ہم اسے برباد کرکے رکھ دیتے ہیں، دیکھ لو، کتنی ہی نسلیں ہیں جو نوحؑ کے بعد ہمارے حکم سے ہلاک ہوئیں تیرا رب اپنے بندوں کے گناہوں سے پوری طرح باخبر ہے اور سب کچھ دیکھ رہا ہے، جو کوئی عاجلہ (دنیا کی آسودگی) کا خواہشمند ہو، اسے یہیں ہم دے دیتے ہیں جو کچھ بھی جسے دینا چاہیں، پھر اس کے مقسوم میں جہنم لکھ دیتے ہیں جسے وہ تاپے گا ملامت زدہ اور رحمت سے محروم ہو کر

When We decide to destroy a town We command the affluent among them, whereupon they commit sins in it, then the decree (of chastisement) becomes due against them and thereafter We destroy that town utterly. Many a generation has been destroyed by Our command since Noah's time. Your Lord is well aware and fully observant of the sins of His servants.

If anyone desires immediate benefits (of this world), We hasten to grant whatever benefits We will in the present life to whomsoever We please, but thereafter We decree for him Hell wherein he shall burn, condemned and rejected.

محمد اقبال

وَإِذَا أَرَدْنَا أَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً أَمَرْنَا مُتْرَفِيهَا فَفَسَقُوا فِيهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِيرًا ﴿١٦﴾ وَكَمْ أَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُونِ مِنْ بَعْدِ نُوحٍ ۗ وَكَفٰى بِرَبِّكَ بِذُنُوبِ عِبَادِهٖ خَبِيرًا بَصِيرًا ﴿١٧﴾

قوموں کی تباہی کا آخری سبب

- اس آیت کریمہ میں کسی بستی پر عذاب استیصال کے نازل ہونے کا ایک اصول بتایا جا رہا ہے کہ کسی بھی معاشرے میں اس کا سبب وہاں کے دولت مند اور خوشحال لوگ (Elite class) بنتے ہیں۔
- اَمَرْنَا، یہاں بعض علماء کے نزدیک اَمَّرْنَا کے معنی میں ہے۔ یعنی ہم اس علاقہ کی حکومت سرکش اہل ثروت کے حوالے کر دیتے ہیں اور وہ دولت و اقتدار کے باعث فسق و فجور کا بازار گرم کر دیتے ہیں۔ اور بعض کے نزدیک اَمرِ صرف حکم دینے کے ہی معنی میں نہیں آتا بلکہ بسا اوقات کسی کو ڈھیلا چھوڑ دینے اور مہلت دینے کے مفہوم میں بھی آتا ہے یعنی.............
- دراصل حقیقت پر اس آیت میں متنبہ کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ ایک معاشرے کو آخرکار جو چیز تباہ کرتی ہے وہ اس کے کھاتے پیتے، خوشحال لوگوں اور اونچے طبقوں کا بگاڑ ہے۔ جب کسی قوم کی شامت آنے کو ہوتی ہے تو اس کے دولت مند اور صاحب اقتدار لوگ فسق و فجور پر اتر آتے ہیں، ظلم و ستم اور بدکاریاں اور شرارتیں کرنے لگتے ہیں، اور آخر یہی فتنہ پوری قوم کو لے ڈوبتا ہے
- کسی قوم کے دولتمند اور خوشحال اس قوم کا سربرآوردہ طبقہ ہوتا ہے۔ یہی طبقہ سوچنے سمجھنے کی صلاحیت کا مالک اور اپنے وسائل کے ذریعے لوگوں پر اثر انداز ہونے کی طاقت رکھتا ہے۔ اور یہی گروہ کسی قوم پر قائد بننے کی قیمت ادا کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کسی قوم میں اس طبقے کی اصلاح پوری قوم کی اصلاح ہے اور اس کا بگاڑ پوری قوم کا بگاڑ۔ حضرت نوحؑ کے زمانہ سے لے کر اب تک کی قوموں کا جائزہ لیا جائے تو ہر ایک کی تاریخ اس عام اصول کی صحت کی تصدیق کر لے گی۔
- لہٰذا ہر قوم جس کو اپنی سلامتی کی فکر ہو اسے اس بات کا خیال چاہیے کہ اس کے ہاں اقتدار کی باگیں اور معاشی دولت کی کنجیاں کم ظرف اور بد اخلاق لوگوں کے ہاتھوں میں نہ جانے پائیں۔

وَاِذَآ اَرَدۡنَآ اَنۡ نُّهۡلِكَ قَرۡيَةً اَمَرۡنَا مُتۡرَفِيۡهَا فَفَسَقُوۡا فِيۡهَا فَحَقَّ عَلَيۡهَا الۡقَوۡلُ فَدَمَّرۡنٰهَا تَدۡمِيۡرًا ﴿۱۶﴾

قوموں کی تباہی کا آخری سبب

- حقیقت میں معاشرے کے بگاڑ اور تباہی کے اسباب تو کئی ایک ہیں, لیکن وہ سبب جو کسی قوم کی تباہی و بربادی کے لیے فیصلہ کن ثابت ہوتا ہے وہ خوشحال، بااثر اور صاحب اقتدار لوگوں کا فسق و فجور میں مبتلا ہونا ہے۔ عوام اگر بگڑتے ہیں تو خواص ان کی اصلاح کی کوشش کرتے ہیں۔ اگر نصیحت سے کام نہیں چلتا تو اہل اقتدار طاقت سے برائی کو ختم کرنے کی کوشش کرتے ہیں
- بااثر طبقہ ہمیشہ عوام کو فیڈ کرتا ہے۔ یعنی وہ لوگوں کے لیے رہنمائی فراہم کرتا ہے کہ صحیح کیا ہے اور غلط کیا ہے ؟ تاکہ لوگ صحیح کو اختیار کریں اور غلط کو چھوڑ دیں۔ کبھی وہ یہ کام تعلیمی ادارے قائم کر کے کرتا ہے اور کبھی مختلف تقریبات کے ذریعے، کبھی مختلف طریقوں سے تہوار منا کر اور کبھی ثقافت کے نام سے مختلف مظاہر تہذیب اختیار کر کے۔ الغرض یہی وہ طبقہ ہے جو ہر لحاظ سے خیالات کے ذریعے، پروپیگنڈے کے زور سے یا اثر و اقتدار کے بل بوتے پر عوام کو اپنی مرضی پر چلانے کی کوشش کرتا ہے۔ لیکن اگر یہ طبقہ بگڑ جائے تو پھر اس قوم کے سدھرنے کے امکانات بہت کم رہ جاتے ہیں۔ پھر ان لوگوں کے اٹھائے ہوئے فتنے پوری قوم کے لیے آزمائش بن جاتے ہیں
- مترفین (Elite class) کا اثر و اقتدار تو ہر دور میں سب سے موثر عامل رہا ہے، لیکن جمہوری نظام کے آجانے سے تو اس کی خطرناکی میں کہیں اضافہ ہو گیا ہے۔ دولت کے بل بوتے پر انسانوں کی خرید و فروخت ہوتی ہے، احتسابی ادارے دولت کے زور سے استعمال کیے جاتے ہیں، ذرائع ابلاغ (Print, electronic & social media) دولت کے ذریعے مترفین کے لیے راہیں ہموار کرنے کا کام کرتے ہیں۔ پھر بظاہر عوام کی رائے سے یہ لوگ اقتدار کے محلات میں داخل ہو جانے میں کامیاب ہو جاتے ہیں اور وہاں بیٹھ کر اپنی بگڑی ہوئی فکر کے مطابق فیصلے کرتے ہیں جس کے مطابق عوام کو ڈھلنا پڑتا ہے۔ یہاں قرآن کریم مترفین کے بگاڑ کو بنیادی سبب قرار دے رہا ہے۔ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ اس کا ادراک مسلمانوں میں کب پیدا ہو گا؟

سُوْرَةُ بَنِیْ اِسْرَآئِیْل

آیات 16-17

- کسی بھی معاشرے کے امراء اور ثروت مند طبقے کا فسق وفجور اس معاشرے کی تباہ.بربادی کا سبب بنتا ہے
- تاریخ اور انسانی معاشروں کے حوادث ، ارادۂ الٰہی کے تحت ہیں۔
- آسائش وثروت سے مالامال ہونا فسق فجور کی طرف میلان کا پیش خیمہ ہے
- ثروت مند اور صاحبانِ مال ومتاع کا دوسروں کی نسبت اللہ کی نافرمانی اور حق کی مخالفت کا امکان زیادہ ہوتا ہے
- کسی معاشرہ میں فاسق وفاجر مالدار لوگوں کی تعداد کا بڑھنا پروردگار کی سنتوں کے مطابق اس معاشرہ کی تباہی کے اسباب میں سے ہے۔
- کسی بھی معاشرے اور اس کا تغیر وتبدل اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ سنت و قانون کے مطابق ہوتا ہے۔
- انسانوں کے اعمال ان کی تباہی وبربادی میں واضح کردار ادا کرتے ہیں
- حضرت نوح (علیہ السلام) کے بعد بہت سے معاشرے اور اقوام اپنے درمیان موجود فاسق و فاسد آسائش پسند طبقے کی بناء پر تباہی وبربادی سے دوچار ہوئیں

وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا ﴿۱۹﴾ كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ ؕ وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا ﴿۲۰﴾

وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ - اور جو کوئی چاہتا ہے آخرت کو

وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا - اور وہ بھاگ دوڑ کرتا ہے اس کے لیے جیسے بھاگ دوڑ کا حق ہے

سَعْىَ : کوشش

وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ - اور ہو بھی وہ مومن تو یہ لوگ ہیں

كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا - جن کی بھاگ دوڑ مقبول ہے

مَشْكُوْر : شُكْرًا سے اسم مفعول- (قدر کیا ہوا، مقبول)

كُلًّا نُّمِدُّ -ہر ایک کو مدد دیتے ہیں ہم

اَمَدَّ يُمِدُّ ، اِمْدَادًا : مدد کرنا (IV)

هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ - اُن کی (بھی) اور اِن کی (بھی) (طالبان دنیا) کی اور (طالبان آخرت) کی بھی

مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ - تیرے رب کی عطا میں سے

وَمَا كَانَ - اور نہیں ہے

عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا - عطا تیرے رب کی (کسی پر) بند

حَظَرَ يَحْظُرُ ، حَظْرًا : روکنا، بند کرنا

مَحْظُوْر : روکا ہوا، بند کیا ہوا (اسم مفعول)

اُنۡظُرۡ كَيۡفَ فَضَّلۡنَا بَعۡضَهُمۡ عَلٰى بَعۡضٍ‌ؕ وَلَلۡاٰخِرَةُ اَكۡبَرُ دَرَجٰتٍ وَّ اَكۡبَرُ تَفۡضِيۡلًا ﴿۲۱﴾ لَا تَجۡعَلۡ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَقۡعُدَ مَذۡمُوۡمًا مَّخۡذُوۡلًا ﴿۲۲﴾ ؏ (

اُنۡظُرۡ كَيۡفَ فَضَّلۡنَا - دیکھو ! کیسے فضیلت دی ہم نے

فَضَّلَ يُفَضِّلُ ، تَفْضِيْلًا : فضیلت دینا (II)

بَعۡضَهُمۡ عَلٰى بَعۡضٍ - بعض کو بعض پر

وَلَلۡاٰخِرَةُ اَكۡبَرُ دَرَجٰتٍ - اور یقیناً آخرت بہت بڑی ہے درجات کے اعتبار سے

لَ : لام تاکید (یقیناً)

وَّ اَكۡبَرُ تَفۡضِيۡلًا - اور بہت بڑی ہے فضیلت کے اعتبار سے (بھی)

لَا تَجۡعَلۡ مَعَ اللّٰهِ - نہ بنانا اللہ کے ساتھ

اِلٰهًا اٰخَرَ - کوئی معبود دوسرا

فَتَقۡعُدَ - ورنہ بیٹھا رہ جائے گا تو

قَعَدَ يَقْعُدُ ، قُعُوْدًا : نیچے بیٹھنا

مَذۡمُوۡمًا مَّخۡذُوۡلًا - ملامت زدہ اور بے یار و مددگار (ہو کر)

خَذَلَ يَخذُلُ ، خَذْلاً : چھوڑ دینا، مدد سے ہاتھ اٹھا لینا

مَخْذُوْل : (اسم مفعول)، بے یار و مددگار، بے کس

وَ مَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَ سَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا ۝١٩ كُلًّا نُّمِدُّ هٰۤؤُلَآءِ وَ هٰۤؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ ؕ وَ مَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ
مَحْظُوْرًا ۝٢٠ اُنْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ وَ لَلْاٰخِرَةُ اَكْبَرُ دَرَجٰتٍ وَّ اَكْبَرُ تَفْضِيْلًا ۝٢١ لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَقْعُدَ مَذْمُوْمًا مَّخْذُوْلًا ۝٢٢

اور جو آخرت کا خواہشمند ہو اور اس کے لیے سعی کرے جیسی کہ اس کے لیے سعی کرنی چاہیے، اور ہو وہ مومن، تو ایسے ہر شخص کی سعی مشکور ہو گی، اِن کو بھی اور اُن کو بھی، دونوں فریقوں کو ہم (دنیا میں) سامانِ زیست دیے جا رہے ہیں، یہ تیرے رب کا عطیہ ہے، اور تیرے رب کی عطا کو روکنے والا کوئی نہیں ہے، مگر دیکھ لو، دنیا ہی میں ہم نے ایک گروہ کو دوسرے پر کیسی فضیلت دے رکھی ہے، اور آخرت میں اُس کے درجے اور بھی زیادہ ہوں گے، اور اس کی فضیلت اور بھی زیادہ بڑھ چڑھ کر ہو گی، تو اللہ کے ساتھ کوئی دوسرا معبود نہ بنا، ورنہ ملامت زدہ اور بے یار و مددگار بیٹھا رہ جائیگا

But he who desires the Hereafter and strives for it in the manner he should, and is a true believer, his striving will come to fruition. To all of these as well as those We shall provide the wherewithal of this life in the present world by dint of your Lord's Bounty; and from none shall the Bounty of your Lord be withheld. See, how We have exalted some above others in this world, and in the Life to Come they will have higher ranks and greater degrees of excellence over others. Do not set up any other god with Allah lest you are rendered humiliated and helpless.

محمد اقبال

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلٰىهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا ﴿١٨﴾ وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا ﴿١٩﴾

طالبان دنیا اور طالبان آخرت (اعمال کے متعلق سنت الٰہی)

- گذشتہ آیات میں اللہ تعالیٰ کے اوامر کے مقابلے میں منکرین کی مخالفت اور پھر ان کی ہلاکت کا ذکر۔ یہاں ان آیات میں اس سرکشی اور طغیان کے حقیقی سبب کا ذکر (یعنی حب دنیا)
- جو شخص آخرت کو نہیں مانتا، یا جس نے اپنی کوششوں کا مقصود صرف دنیا اور اس کی کامیابیوں اور خوشحالیوں ہی کو بنا لیا ہے، اور صرف اسی کے لیے منصوبہ بندی، محنت اور دوڑ دھوپ کی، اسے جو کچھ بھی ملے گا بس دنیا میں مل جائے گا۔ آخرت میں وہ کچھ نہیں پاسکتا۔ بلکہ وہ دنیا پرستی، اور آخرت کی جوابدہی و ذمہ داری سے بے پرواہی کی بنا پر جس کردار کا نمونہ بنے کا ہو اسے جہنم کا مستحق بنادے گا
- طالب دنیا کا انجام بیان کرنے کے بعد اب طالب آخرت کا ذکر — وہ جو آخرت کا طلبگار ہو گا یعنی وہ زندگی کا وہ رویہ اختیار کرے جو اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور اس کی آخری کتاب میں دنیا و آخرت کی کامیابی کے لیے تجویز کیا گیا ہے اور وہ پورے اخلاص کے ساتھ اسے اختیار کرے گا اور پیش نظر صرف اللہ تعالیٰ کی رضا ہو، اور یہ صرف خواہش کی حد تک نہ ہو بلکہ اس کے لیے ہر ممکن مساعی کو بھی بروئے کار بھی لائے۔ اور اس راستے میں مصائب و آلام کے طوفان امڈ کر آئیں، تو چٹان بن کر کھڑا ہو جائے، اپنی جسمانی و ذہنی قوتوں اور دیگر وسائل کو حق کی سربلندی کے لیے وقف کر دے، اس کا دل نور ایمان سے چمک رہا ہو۔ کفر و شرک اور نفاق کا کوئی اندھیرا موجود نہ ہو۔ ان کی ساری کاوشیں قبول فرمائی جائیں گی۔ کوئی عمل اکارت نہ جائے گا۔ نیاز و اخلاص جتنا زیادہ ہو گا جزا میں اضافہ ہوتا جائے گا۔ ایک کے بدلے دس۔ ایک کے بدلے ہزار اور ایک کے بدلے بے حساب کا وعدہ بھی فرمایا گیا

كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ ۭ وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا ۝۲۰ اُنْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰي بَعْضٍ ۭ وَلَلْاٰخِرَةُ اَكْبَرُ دَرَجٰتٍ وَّاَكْبَرُ تَفْضِيْلًا ۝۲۱ لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰـهًا اٰخَرَ فَتَقْعُدَ مَذْمُوْمًا مَّخْذُوْلًا ۝۲۲

رب کی عطاء بخشش عام ہے

- دنیا میں رزق اور سامان زندگی دنیا پرستوں کو بھی مل رہا ہے اور آخرت کے طلبگاروں کو بھی عطیہ اللہ ہی کا ہے، کسی اور کا نہیں ہے۔ نہ دنیا پرستوں میں یہ طاقت ہے کہ آخرت کے طلبگاروں کو رزق سے محروم کر دیں، اور نہ آخرت کے طلب گار ہی یہ قدرت رکھتے ہیں کہ دنیا پرستوں تک اللہ کی نعمت نہ پہنچنے دیں۔ دنیا میں اللہ تعالٰی کی یہ عطا اور بخشش عام ہے۔ اس میں دوست اور دشمن کے امتیاز کی بنیاد پر کوئی قدغن یا روک ٹوک نہیں ہے۔
- تمام انسانوں (خواہ دنیا کے طالب ہوں یا آخرت کے طالب) کا دنیاوی نعمتوں اور فائدوں سے مسلسل بہرہ مند ہونا سنت الٰہی ہے
- اللہ تعالٰی کی طرف سے انسانوں کے دنیاوی درجوں میں فرق کی طرف غور و فکر کرنے اور درس عبرت لینے کی دعوت
- اس دنیا میں لوگوں کے درمیان درجات، وسائل، اسباب، میلانات ورجحانات میں فرق مراتب موجود ہیں جو ارادۂ الٰہی کے تحت ہیں، لیکن آخرت میں اگر کوئی حقیقی طور پر بلند مرتبہ چاہتا ہے تو اسے چاہیے کہ اس عظیم اور سچی تفاوت و امتیاز کے لیے جدوجہد کرے جو آخرت میں ہو گی، اور اس جدوجہد کا میدان یہ دنیا ہے
- یہ بات واضح کر کے انسانوں کو بتا دی گئی کہ اخروی درجات اور امتیازات کے لیے انسان کی کوشش ایک واضح کردار ادا کرتی ہے
- آپ ﷺ کو خطاب فرما کر پوری بنی نوع انسان کو خطاب کیا جا رہا ہے کہ دنیا اور آخرت کی کامیابی صرف اس صورت میں ہے کہ انسان اللہ تعالٰی کے ساتھ کسی اور کو شریک نہ ٹھہرائے۔ نہ اس کی ذات میں، نہ صفات میں، نہ حقوق میں، نہ افعال میں۔ زندگی، موت، رزق، نفع و نقصان، حساب کتاب سب اس کے ہاتھ میں۔ کامل بندگی اور اطاعت صرف اسی کے لیے

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّاۤ اِيَّاهُ وَبِالۡوَالِدَيۡنِ اِحۡسَانًا ؕ اِمَّا يَبۡلُغَنَّ عِنۡدَكَ الۡكِبَرَ اَحَدُهُمَاۤ اَوۡ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَاۤ اُفٍّ وَّلَا تَنۡهَرۡهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوۡلًا كَرِيۡمًا ﴿۲۳﴾

وَقَضٰى رَبُّكَ - اور فیصلہ کیا تیرے رب نے

قَضٰى يَقْضِىْ ، قَضَآءٌ : فیصلہ کرنا

قَضَا : ایسا حکم/فرمان جو قطعی ہو اور نظر ثانی کے بھی قابل بھی نہ ہو

اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّاۤ اِيَّاهُ - کہ نہ عبادت کرو تم مگر صرف اسی کی

وَبِالۡوَالِدَيۡنِ اِحۡسَانًا - اور والدین کے ساتھ نیک سلوک کرو

اِمَّا يَبۡلُغَنَّ - اگر پہنچ جائیں

بَلَغَ يَبْلُغُ ، بُلُوْغٌ : پہنچنا

عِنۡدَكَ الۡكِبَرَ - تمہارے پاس بڑھاپے کو

اَلْكِبَرَ : بڑھاپا

اَحَدُهُمَاۤ اَوۡ كِلٰهُمَا - ان میں سے کوئی ایک یا دونوں

كِلَا : دو، یہ لفظاً مفرد ہے اور معنی کے اعتبار سے تثنیہ

فَلَا تَقُلْ لَّهُمَاۤ اُفٍّ - تو نہ کہہ ان دونوں اف (بھی)

ا ف ف

أَفَّ يَؤُفُّ ، اَفًّا : تکلیف یا بے قراری میں اُف اُف کہنا

اُفٍّ : اسم فعل ہے بمعنی میں ناپسند کرتا ہوں۔بیزار ہوتا ہوں - (mild displeasure, impatience, or disgust)

دل کی بیزاری کے اظہار کا کلمہ

وَّلَا تَنۡهَرۡهُمَا - اور نہ جھڑک ان دونوں کو

نَهَرَ يَنهَر ، نَهْرًا: سختی سے ڈانٹنا

وَقُلْ لَّهُمَا قَوۡلًا كَرِيۡمًا - اور کہہ ان دونوں سے نرم/احترام والی بات

وَ اخۡفِضۡ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحۡمَةِ وَ قُلۡ رَّبِّ ارۡحَمۡهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِىۡ صَغِيۡرًا ؕ﴿۲۴﴾ رَبُّكُمۡ اَعۡلَمُ بِمَا فِىۡ نُفُوۡسِكُمۡ ؕ اِنۡ تَكُوۡنُوۡا صٰلِحِيۡنَ فَاِنَّهٗ كَانَ لِلۡاَوَّابِيۡنَ غَفُوۡرًا ﴿۲۵﴾

وَ اخۡفِضۡ لَهُمَا - اور جھکا ان دونوں کے سامنے

خَفِضَ يَخْفِضُ ، خِفْضًا : پست کرنا، جھکانا

جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحۡمَةِ - اپنے پہلو عاجزی سے رحمدلی کی بنا پر

جَنَاح : بازو، پر

اَلذُّلّ: فرمانبرداری ، عاجزی

وَ قُلۡ رَّبِّ ارۡحَمۡهُمَا - اور دعا کر (اُن کے حق میں) اے میرے رب ! تو رحم کر دونوں پر

رَبِّ : اصل میں يَارَبِّیْ تھا، یہاں يَا محظوظ ہے، تخفیف کے لیے ساقط ہو گیا

كَمَا رَبَّيٰنِىۡ صَغِيۡرًا - جیسے انھوں نے پالا ہے مجھے چھوٹا ہوتا ہوئے۔

رَبّٰى يُرَبِّىْ ، تَرْبِيَةٌ : پالنا، بڑا کرنا، تربیت کرنا

رَبَّيٰنِىْ = رَبَّيَا ، نِ ، ىْ

رَبَّيَا : اُن دو نے پالا

نِ : نون وقایہ (اس کے کوئی معنی نہیں)

ىْ : ضمیر واحد متکلم، مجھے

رَبُّكُمۡ اَعۡلَمُ - تمہارا رب خوب جانتا ہے

بِمَا فِىۡ نُفُوۡسِكُمۡ - اسے جو ہے تمہارے دلوں میں

نُفُوْس : نَفْسٌ کی جمع (اشخاص، جانوں، نفسوں، دلوں)

اِنۡ تَكُوۡنُوۡا صٰلِحِيۡنَ - اگر بن کر رہو گے تم صالح

فَاِنَّهٗ كَانَ لِلۡاَوَّابِيۡنَ غَفُوۡرًا۔ تو بیشک وہ ہے بہت رجوع کرنے والوں کو بخشنے والا

اَوْبٌ سے مبالغے کا صیغہ (بہت رجوع کرنے والا، بار بار رجوع کرنے والا)

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ؕ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ﴿٢٣﴾ وَ
اخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِىْ صَغِيْرًا ؕ ﴿٢٤﴾ رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِىْ نُفُوْسِكُمْ ؕ اِنْ تَكُوْنُوْا صٰلِحِيْنَ فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِيْنَ غَفُوْرًا ﴿٢٥﴾

تیرے رب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ: تم لوگ کسی کی عبادت نہ کرو، مگر صرف اُس کی، والدین کے ساتھ نیک سلوک کرو اگر تمہارے پاس اُن میں سے کوئی ایک، یا دونوں، بوڑھے ہو کر رہیں تو انہیں اف تک نہ کہو، نہ انہیں جھڑک کر جواب دو، بلکہ ان سے احترام کے ساتھ بات کرو، اور نرمی و رحم کے ساتھ ان کے سامنے جھک کر رہو، اور دعا کیا کرو کہ "پروردگار، ان پر رحم فرما جس طرح اِنہوں نے رحمت و شفقت کے ساتھ مجھے بچپن میں پالا تھا، تمہارا رب خوب جانتا ہے کہ تمہارے دلوں میں کیا ہے اگر تم صالح بن کر رہو تو وہ ایسے سب لوگوں کے لیے در گزر کرنے والا ہے جو اپنے قصور پر متنبہ ہو کر بندگی کے رویے کی طرف پلٹ آئیں

Your Lord has decreed: (i) Do not worship any but Him; (ii) Be good to your parents; and should both or any one of them attain old age with you, do not say to them even "fie" neither chide them, but speak to them with respect, and be humble and tender to them and say: "Lord, show mercy to them as they nurtured me when I was small."

Your Lord is best aware of what is in your hearts. If you are righteous, He will indeed forgive those who relent and revert (to serving Allah).

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۭ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ۝۲۳ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ۝۲۴

اسلامی نظام زندگی کے بڑے بڑے اصول

- مکی دورِ وحی کے آخر میں اسلامی نظام زندگی کے وہ بڑے بڑے اصول پیش کیے جا رہے ہیں جن پر اسلام پوری انسانی زندگی کے نظام کی عمارت قائم کرنا چاہتا ہے، یہ گویا نبی کریم ﷺ کی دعوت کا منشور ہے جسے مکی دور کے خاتمے اور آنے والے مدنی دور کے نقطہ آغاز پر پیش کیا گیا، تاکہ دنیا بھر کو معلوم ہو جائے کہ اس نئے اسلامی معاشرے اور ریاست کی بنیاد کن فکری، اخلاقی، تمدنی، معاشی اور قانونی اصولوں پر رکھی جائے گی
- اس نظام قانون وحیات کی سب سے پہلی دفعہ یہ ہے کہ اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کو شریک نہ ٹھہراؤ۔ خالق، مالک، رازق صرف خدا ہے تو اس کے حقوق اور اس کی خدائی میں کسی اور کو سا جھی بنانا عدل کے منافی اور بہت بڑا ظلم ہے۔
- اور بات محض عبادت و پرستش تک محدود نہیں بلکہ یہ بھی ہے کہ بندگی اور غلامی اور بے چون وچرا اطاعت بھی صرف اسی کی کرو، اسی کے حکم کو حکم اور اسی کے قانون کو قانون مانو اور اس کے سوا کسی کا اقتدار اعلیٰ تسلیم نہ کرو۔ یہ صرف ایک مذہبی عقیدہ، اور صرف انفرادی طرز عمل کے لیے ایک ہدایت ہی نہیں ہے بلکہ اس پورے نظام اخلاق و تمدن و سیاست کا سنگ بنیاد بھی ہے جو مدینہ طیبہ پہنچ کر نبی ﷺ نے عملاً قائم کیا۔ اس کی عمارت اسی نظریے پر اٹھائی گئی تھی کہ اللہ جل شانہ ہی ملک کا مالک اور بادشاہ ہے، اور اسی کی شریعت ملک کا قانون ہے۔
- والدین کا حق احسان: اللہ کے حق کے بعد، انسانوں کے ایک دوسرے پر تمام حقوق میں سب سے بڑا اور اہم ترین حق والدین کا حق ہے

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۭ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ﴿٢٣﴾ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ
رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ۭ﴿٢٤﴾

بڑھاپے کا خاص طور پر ذکر !

- بڑھاپے کا ذکر خاص طور پر اس لیے کیا گیا ہے کہ یہی زمانہ ہوتا ہے جس میں ان لوگوں کو ماں باپ بوجھ محسوس ہوتے ہیں جو ان کی ان قربانیوں اور جاں فشانیوں کو بھول جاتے ہیں جو انھوں نے ان کے لیے بچپن میں کی ہوتی ہیں
- اللہ تعالیٰ انسان کو نہایت بے بسی کی شکل میں دنیا میں بھیجتا ہے، پیدا ہونے والا بچہ نہ سننے کی طاقت رکھتا ہے، نہ دیکھنے کی، نہ وہ پکڑ سکتا ہے، نہ سمجھ سکتا ہے۔ گوشت کا ایک خوبصورت لوتھڑا ہے جو کبھی مسکراتا ہے کبھی روتا ہے۔ لیکن اپنے طور سے کسی بات پر قدرت نہیں رکھتا۔
- والدین کا احسان یہ ہے کہ انھوں نے اس لوتھڑے کو پالا، پروان چڑھایا، تربیت کیا، اس کی ہر ضرورت پوری کی ' انگلی پکڑ کر چلنا سکھایا، ماں نے اپنا خون جگر اس کے گلے میں ٹپکایا، باپ کے کندھوں نے اس کا بوجھ اٹھایا، پھر دھیرے دھیرے اس عمر کو پہنچا جب وہ اپنے آپ کو سنبھالنے کے قابل ہو سکا۔ اتنے بڑے احسان کا بدلہ بڑے سے بڑا ہونا چاہیے۔ تو اللہ تعالیٰ نے عظیم بدلے کے طور پر ماں باپ کے حق کو سب سے مقدم رکھا
- ان آیات کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے والدین کے تین حقوق بیان فرمائے ہیں۔ (۱) حسن سلوک (۲) اطاعت (۳) دعا۔
- حسن سلوک ادائے حق سے ایک بالاتر چیز ہے۔ اس لیے کہ اس کا حقیقی تعلق اولاد کی فرمان برداری کے جذبے اور حسن ذوق سے ہے۔ جتنا کسی کا ذوق اس لحاظ سے پاکیزہ اور نازک ہوگا وہ اتنا ہی حسن سلوک میں آگے بڑھ جائے گا

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّاۤ اِيَّاهُ وَبِالۡوَالِدَيۡنِ اِحۡسَانًا‌ ؕ اِمَّا يَبۡلُغَنَّ عِنۡدَكَ الۡكِبَرَ اَحَدُهُمَاۤ اَوۡ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَاۤ اُفٍّ وَّلَا تَنۡهَرۡهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوۡلًا كَرِيۡمًا ﴿۲۳﴾ وَاخۡفِضۡ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحۡمَةِ وَقُلْ
رَّبِّ ارۡحَمۡهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِىۡ صَغِيۡرًا ؕ ﴿۲۴﴾

(ا) حسنِ سلوک

- اس آیت کریمہ میں اس حسن سلوک کی طرف رہنمائی بھی فرمائی گئی ہے۔ فرمایا گیا کہ اگر ماں باپ تمہاری زندگی میں بوڑھے ہو جائیں تو ان کے بارے میں تمہارا رویہ یہ ہونا چاہیے، اس کا یہ مطلب ہر گز نہیں کہ بڑھاپے سے پہلے ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنے کی ضرورت نہیں یا یہ ان کا حق نہیں۔ بڑھاپے کا ذکر تو صرف یہ بتانے کے لیے کیا گیا ہے کہ بڑھاپے میں لوگ ماں باپ کو بوجھ محسوس کرنے لگتے ہیں اور اسی میں وہ اولاد کی خدمت اور حسن سلوک کے زیادہ محتاج ہوتے ہیں۔ (ان کے قویٰ مضمحل ہو جاتے ہیں، کمزوری اور ناتوانی آلیتی ہے بعض دفعہ آدمی ٹھیک بات کہنے اور سمجھ کر گفتگو کرنے کی صلاحیت سے بھی محروم ہو جاتا ہے۔ اور ارذل العمر کی طرف لوٹ جاتا ہے)

- پروردگار نے فرمایا کہ دیکھنا ایسی صورت حال میں اپنے ماں باپ کو اُف تک بھی نہ کہنا۔ یعنی اظہار بیزاری نہ کرنا۔ ہو سکتا ہے کہ ان کے منہ سے رال ٹپک رہی ہو، ناک بہہ رہی ہو، آنکھیں تلچھٹ سے بھری ہوں، ممکن ہے وہ رفع حاجت بھی خود نہ کر سکیں۔ ایسی حالت میں خدمت سے تنگ آ جانا، انسانی فطرت سے بعید نہیں۔ دیکھنا ایسے وقت میں بیزاری کا اظہار نہ کرنا۔ اور اگر وہ عقل اور ذہن میں فتور کے باعث بچوں جیسی حرکتیں کرنے لگیں، بلا وجہ کسی بات پر ضد کریں یا بار بار کوئی بات پوچھیں تو دیکھنا ان کو جھڑکنا نہیں۔ ان سے ناراض نہیں ہونا۔ بلکہ جس طرح انھوں نے نہایت محبت اور پیار سے تمہیں اس وقت پالا جب تم گوشت کے ایک لوتھڑے کی طرح تھے۔ ہر طرح کی عقل اور سمجھ سے خالی، بستر پر گندگی، نہ کھانے کا ہوش نہ پینے کا سلیقہ، لیکن اس کے باوجود ماں باپ نے کیسی محبت سے تمہیں پالا، تم بھی اسی محبت کے جذبے سے دیکھ بھال کرنا

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۭ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰـهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ۝ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ۝

(۲) اطاعت

- دوسرا حق جو بیان کیا گیا ہے وہ ہے ہر حال میں اپنے ماں باپ کی اطاعت کرنا اور ہر جائز حکم کو بجالانا۔ ان کی مالی ضروریات کو پورا کرنا اور ہر جائز خواہش کو پورا کرنے کی کوشش کرنا اور پھر اس میں یہاں تک وسعت کی گئی کہ تمہارے والدین اگر غیر مسلم بھی ہوں وہ تمہیں کوئی اسلام کے خلاف بات کہیں تو اسے ہر گزنہ ماننا، لیکن ویسے ان کے ساتھ بھی اچھا سلوک کرنا

وَإِن جَاهَدَاكَ عَلَىٰ أَن تُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ۖ وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا (لقمان : ۱۵) (اور اگر تیرے والدین تجھے مجبور کریں اس بات پر کہ تو میرے ساتھ کسی کو شریک کر، جس کا تجھے علم نہیں تو ان کی اطاعت مت کرنا، لیکن دنیا میں ان کے ساتھ اچھا سلوک کرنا۔

- پھر والدین کے اس رشتے کو اسلام نے رضاعی والدین تک وسعت دے دی ہے۔ یعنی جس خاتون کا دودھ پیا ہے وہ دودھ پینے والے کی رضاعی ماں کہلاتی ہے اور اس کا شوہر رضاعی باپ بن جاتا ہے۔ اور ساتھ دودھ پینے والا دوسرا بچہ رضاعی بھائی
- اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ اللہ کی نگاہ میں ماں باپ کا مقام و مرتبہ کیا ہے؟ اطاعت کا حکم دینے کے ساتھ ساتھ نافرمانی سے بھی منع فرمایا بلکہ نافرمانی سے روکنے کو قانونی حق کے طور پر تسلیم کیا۔ ارشاد فرمایا: اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ عُقُوْقَ الْاُمَّهَاتِ۔ اللہ نے تم پر ماؤں کی نافرمانی کو حرام کر دیا ہے
- اس اطاعت میں ماں باپ کی دیکھ بھال، نگہداشت، ان کی ہر طرح کی مدد اور تعاون، اور ان کے اخراجات کو برداشت کرنا ہے

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّاۤ اِيَّاهُ وَبِالۡوَالِدَيۡنِ اِحۡسَانًا‌ ؕ اِمَّا يَبۡلُغَنَّ عِنۡدَكَ الۡكِبَرَ اَحَدُهُمَاۤ اَوۡ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَاۤ اُفٍّ وَّلَا تَنۡهَرۡهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوۡلًا كَرِيۡمًا ﴿۲۳﴾ وَاخۡفِضۡ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحۡمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارۡحَمۡهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِىۡ صَغِيۡرًا ؕ ﴿۲۴﴾

(۳) دعا کرنا

- اولاد پر ماں باپ کا تیسرا حق دعا کرنا ہے۔ اس کا تعلق والدین کی زندگی سے بھی ہے اور والدین کی زندگی کے بعد سے بھی۔ جب تک والدین زندہ رہیں تو آدمی حتیٰ المقدور ماں باپ کی خدمت کرنے کے ساتھ ساتھ یہ دعا بھی کرتا رہے :
- رَّبِّ ارۡحَمۡهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِىۡ صَغِيۡرًا اے میرے پروردگار ! تو ان پر رحمت فرما جس طرح انھوں نے بچپن میں مجھے پالا ہے
- اس میں اشارہ دو باتوں کی طرف ہے۔ ایک تو یہ کہ جو آدمی اپنے والدین کی خدمت کے ساتھ ساتھ ان کے لیے اس طرح دل سے دعا بھی مانگے گا تو یقیناً اس کے دل میں اپنے ماں باپ کی خدمت بوجھ نہیں بنے گی۔ اور پھر اس دعا سے ماں باپ کی محبت کا جذبہ ہمیشہ زندہ رہے گا اور وہ امکانی حد تک کبھی اس خدمت سے دریغ نہیں کرے گا
- دوسرا اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ دنیا میں ہر آدمی کے لیے بہت سے لوگ دعائیں مانگتے ہیں جن میں دوست احباب ہیں، بیوی ہے، بچے ہیں، ان کی دعاؤں میں یقینا اخلاص بھی ہے۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ بے لوث اور بے غرض دعا سوائے والدین کے اور کوئی نہیں مانگتا۔ اسی لیے کہا جاتا ہے کہ ماں باپ کے اٹھ جانے سے بے لوث اور بے غرض دعائیں ختم ہو جاتی ہیں، تو یہاں خدمت کے ساتھ ساتھ جو دعا کا حکم دیا گیا ہے اور ساتھ والدین کا حوالہ بھی ہے تو اس میں شائد اس بات کی طرف متوجہ کرنا ہے کہ دیکھو تمہارے والدین نے جب تمہاری تربیت کی تھی اس میں جہاں ہر طرح کی دیکھ بھال، خیر خواہی، ہمدردی اور ایثار کا جذبہ کار فرما تھا وہیں اس میں تمہارے لیے بے لوث دعائیں بھی شامل تھیں۔ جن کا سلسلہ ان کی زندگی کے آخری سانس تک قائم رہا۔ وہ اپنے آپ کو بھول کر ہمیشہ تمہاری بھلائی اپنے رب سے مانگتے رہے۔ دیکھنا تم بھی ایسے ہی جذبے کے ساتھ اپنی ذمہ داریاں نبھانے کی کوشش کرنا

اضافی مواد

Reference Material

والدین کے حقوق

- والدین کے حقوق، ان حقوق کو کہا جاتا ہے جو والدین کی نسبت اولاد پر واجب ہیں۔ ان حقوق کی رعایت کرنا اللہ تعالیٰ کے اہم احکامات میں سے ہیں اور حقوق اللہ کے بعد اولاد پر سب سے زیادہ حق ان کے والدین کا ہوتا ہے۔
- اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنی عبادت و بندگی کے متصل بعد انسان کو والدین کیلئے حُسن سلوک کا حکم دیا ہے، امام قرطبیؒ کے بقول (سورۃ بنی اسرائیل آیت ۲۳ میں) اللہ تعالیٰ نے والدین کے ادب و احترام اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کو اپنی عبادت کے ساتھ ملا کر واجب کیا ہے اور سورۃ لقمان (آیت نمبر۔ 14) میں اپنے شکر کے ساتھ والدین کے شکر کو ملا کر لازم فرمایا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ کے شکر کی طرح والدین کا شکر گزار ہونا واجب ہے
- اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا خالق و مالک اور رب کائنات ہے، کائنات اور اس میں تمام موجودات کا ضرورتوں کو پوار کرنے والا جبکہ انسان کی پیدائش اور اس کی پرورش کا سبب اس کے والدین کو بنایا
- دینِ اسلام میں والدین کیساتھ حُسن سلوک کی شدید تاکید کی گئی ہے (اور ان سے بد سلوکی کرنے سے منع کیا گیا ہے)۔ قرآن مجید میں کم از کم 15 مقامات پر والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کی بلاواسطہ یا بالواسطہ تاکید آئی ہے اور بیشتر اللہ کی عبادت کے ذکر کے ساتھ جڑ کر
- قرآنِ مجید میں ان مقامات پر والدین کے ساتھ حسن سلوک کا ذکر آیا ہے، سورۃ البقرۃ (83,215) سورۃ النساء (36)، سورۃ الانعام (151)، سورۃ ابراہیم (41)، سورۃ بنی اسرائیل (23-24)، سورۃ لقمان (14-15)، سورۃ الاحقاف (15)، سورۃ مریم (14,31,32)، سورۃ عنکبوت (8)، سورۃ نوح (28)،
- والدین کے حقوق کی رعایت نہ کرنا اور ان کی نافرمانی کرنے کو حرام اور گناہان کبیرہ قرار دیا گیا ہے

والدین کے حقوق

- اسلام نے والدین کو جو حقوق دیئے ہیں، ان کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے، (۱) اخلاقی حقوق، (۲) قانونی حقوق

1. **اخلاقی حقوق:** اخلاقی حقوق میں وہ تمام چیزیں شامل ہیں جن کو ادا کر کے آدمی ایک اچھا انسان اور اچھا مسلمان کہلوا سکتا ہے، اس میں اس میں تین چیزیں شامل ہیں : (۱) حسن سلوک، (۲) اطاعت، (۳) نماز میں دُعا

⇦ اطاعت اور حسن سلوک کے بارے میں بے شمار قرآنی آیات اور احادیث مبارکہ مذکور ہیں (جن آگے سلائیڈز میں آئیں گی)، اس سلسلے کی مشہور ترین حدیثِ مبارکہ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ "ایک آدمی نے عرض کیا: اے اللہ کے رسولؐ! میرے حُسن سلوک کا سب سے زیادہ حق دار کون ہے؟ فرمایا: تیری ماں، پوچھا گیا پھر کون؟ فرمایا: تیری ماں، پوچھا گیا پھر کون؟ فرمایا: تیری ماں، پوچھا گیا پھر کون؟ فرمایا: تیرا باپ " (سأل رجل رسول الله –صلى الله عليه وسلم– فقال: (يا رَسولَ اللَّهِ، مَن أحَقُّ النَّاسِ بحُسْنِ صَحابَتِي؟ قالَ: أُمُّكَ قالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قالَ: ثُمَّ أُمُّكَ قالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قالَ: ثُمَّ أُمُّكَ قالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قالَ: ثُمَّ أبُوكَ رواه البخاري)

⇦ والدین کی خدمت، حُسن سلوک اور اطاعت، جہاد سے بھی اولیٰ ہے : "ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے کہا: میں جہاد کرنا چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: تمہارے والدین ہیں؟ جواب ملا، ہاں حیات ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: ان کی خدمت میں جہاد کرو۔" (عَنْ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَأْذَنَهُ فِي الْجِهَادِ فَقَالَ أَحَيٌّ وَالِدَاكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَفِيهِمَا فَجَاهِدْ – صحيح البخاري)

⇦ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ جَاهِمَةَ السَّلَمِيِّ ، أَنَّ جَاهِمَةَ رضي الله عنه جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ : يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَدْتُ أَنْ أَغْزُوَ وَقَدْ جِئْتُ أَسْتَشِيرُكَ . فَقَالَ : هَلْ لَكَ مِنْ أُمٍّ ؟ قَالَ نَعَمْ . قَالَ: (فَالْزَمْهَا فَإِنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ رِجْلَيْهَا–صحيح النسائي

والدین کے حقوق

⇦ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ جَاهِمَةَ السَّلَمِيِّ ، أَنَّ جَاهِمَةَ رضي الله عنه جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ : يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَدْتُ أَنْ أَغْزُوَ وَقَدْ جِئْتُ أَسْتَشِيرُكَ . فَقَالَ : هَلْ لَكَ مِنْ أُمٍّ ؟ قَالَ نَعَمْ . قَالَ: فَالْزَمْهَا فَإِنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ رِجْلَيْهَا –صحيح النسائي - حضرت معاویہ بن جاہمہ سلمی سے روایت ہے کہ (میرے والد محترم) حضرت جاہمہؓ، نبی (ﷺ) کے پاس حاضر ہوئے اور کہنے لگے : اے اللہ کے رسول ! میرا ارادہ جنگ کو جانے کا ہے جبکہ میں آپ سے مشورہ لینے کے لیے حاضر ہوا ہوں۔ آپ (ﷺ) نے فرمایا : ”تیری والدہ ہے؟ “اس نے کہا : جی ہاں ! آپ نے فرمایا : ’اس کے پاس ہی رہ (اور خدمت کر)۔ جنت اس کے پاؤں تلے ہے

⇦ حضور ﷺ نے نے حُسن سلوک کے دائرے کو حقیقی والدین سے بڑھا کر رضاعی والدین تک وسیع کیا ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ تشریف فرماتے تھے کہ ان کی رضاعی والدہ تشریف لائیں تو آپؐ نے چادر بچھادی اور اس پر اُنھیں بٹھایا (صحیح ابن حبان)

2. قانوني حقوق: قانونی حقوق سے مراد وہ حقوق ہیں جن کی ادائیگی اولاد پر لازم ہے اور اس میں کوتاہی قانوناً جرم ہے۔ اسلام ان حقوق کے تعین اور ادائیگی کا پورا اہتمام کرتا ہے، اس میں اس میں تین چیزیں شامل ہیں : (۱) میراث (۲) نفقہ (۳) والدین کی نافرمانی کی حرمت

I. میراث کے بارے میں ارشادِ ربانی ہے : وَلِأَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ... (4/11) اور ماں باپ، دونوں میں سے ہر ایک کے لیے میت کے ترکہ میں سے چھٹا چھٹا حصہ ہے

II. نفقہ کے بارے میں قرآنِ مجید میں ہے: يَسْـَٔلُونَكَ مَاذَا يُنفِقُونَ ۖ قُلْ مَآ أَنفَقْتُم مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَٰلِدَيْنِ وَٱلْأَقْرَبِينَ وَٱلْيَتَـٰمَىٰ وَٱلْمَسَـٰكِينِ وَٱبْنِ ٱلسَّبِيلِ ۗ - "لوگ آپؐ سے پوچھتے ہیں کہ کیا چیز خرچ کریں ؟ آپ بتا دیں کہ جو کچھ مال تم کو خرچ کرنا ہو، ماں باپ کا حق ہے اور قرابت داروں کا اور باپ کے بچوں کا، محتاجوں کا اور مسافر کا - (2/215)

والدین کے حقوق

- **نفقہ** کے بارے میں...
- حضرت عمروؓ بن العاص سے مروی ہے کہ "ایک شخص نے آنحضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میرے پاس مال ہے اور صاحبِ اولاد ہوں اور میرا باپ حاجت مند ہے۔ آپ ﷺ فرمایا: تم بھی اپنے باپ کا مال ہو اور تمہاری متاع بھی۔ (ابن ماجہ: 2291) – جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ أَبِي اجْتَاحَ مَالِي فَقَالَ أَنْتَ وَمَالُکَ لِأَبِيکَ
- عمرو بن شعیب روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص رسول ﷺ کے پاس آیا اور کہا: میرا والد میرے مال کا محتاج ہے تو آپؐ نے فرمایا: تم اور تمہارا مال، تمہارے والد کا ہے پھر آپؐ نے فرمایا: تمہاری اولاد تمہاری بہترین کمائی ہے تو تم اپنی اولاد کی کمائی میں سے کھاؤ۔ (ابن ماجہ-2290) – عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخَاصِمُ أَبَاهُ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّ هَذَا قَدِ اجْتَاحَ مَالِي ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنْتَ، وَمَالُكَ لِأَبِيكَ
- والدین کمانے کی طاقت نہ رکھتے ہوں تو اولاد پر نان و نفقہ کا انتظام فرض ہے جس میں کوتاہی کی کوئی گنجائش نہیں ہے

III. والدین کی نافرمانی

- نبی کریم ﷺ نے والدین کی نافرمانی کرنے اور انہیں اذیت و تکلیف پہنچانے کو کبیرہ گناہ قرار دیا ہے
- ماں باپ کو ڈانٹنے، جھڑکنے بلکہ اف بھی کہنے سے منع کیا گیا ہے
- متعدد احادیث صحیحہ سے معلوم ہوتا ہے کہ کچھ گناہ اس قدر شدید ہیں جن کی شدت کے باعث اللہ تعالیٰ نے ان کی سزا دنیا میں ہی رکھ دی ہے، ان میں سے ایک والدین کی نافرمانی ہے

والدین کے حقوق

والدین کی نافرمانی......

⇦ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، " كُلُّ ذُنُوبٍ يُؤَخِّرُ اللَّهُ مِنْهَا مَا شَاءَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، إِلاَّ الْبَغْيَ، وَعُقُوقَ الْوَالِدَيْنِ، أَوْ قَطِيعَةَ الرَّحِمِ، يُعَجِّلُ لِصَاحِبِهَا فِي الدُّنْيَا قَبْلَ الْمَوْتِ" (صحيح الأدب المفرد:459 للإمام البخاري)

ہر گناہ کی سزا اللہ تعالیٰ مؤخر کر دیتا ہے جس کو چاہتا ہے قیامت کے دن تک سوائے ظلم اور والدین کی نافرمانی کے یا رشتہ توڑنے کے کیونکہ اس کی سزا اللہ تعالیٰ موت سے پہلے گناہگار کی زندگی میں ہی دے دیتا ہے

⇦ آپ ﷺ نے فرمایا: اثنانِ يُعجِّلُهما اللهُ في الدنيا : البغيُ ، و عقوقُ الوالدَينِ" (مستدرک حاکم) - دو ایسے گناہ ہیں جن کی سزا دنیا ہی میں دی جاتی ہے، وہ ظلم اور والدین کی نافرمانی ہے

⇦ آپ ﷺ کا فرمانِ مبارک ہے کہ " ألا أخبرُكم بأكْبرِ الكبائرِ . قالوا : بلَى يا رسولَ اللَّهِ ، قالَ الإشراكُ باللَّهِ ، وعقوقُ الوالدَينِ" (صحيح البخاري:6273) - کیا میں تم کو سب سے بڑے گناہ نہ بتلا دوں، لوگوں نے عرض کیا، کیوں نہیں اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ نے فرمایا: اللہ کا شریک ٹھہرانا اور والدین کی نافرمانی کرنا۔

⇦ والدین کے ساتھ نافرمانی کرنے والا جہاں دنیاوی سزا کا مستحق ہے وہیں آخرت میں بھی اسے دوبارہ سزا ملے گی

⇦ آپ ﷺ نے فرمایا : ثلاثةٌ لا ينظرُ اللَّهُ عزَّ وجلَّ إليهم يومَ القيامةِ: العاقُّ لوالِدَيهِ، والمرأةُ المترجِّلةُ، والدَّيُّوثُ، وثلاثةٌ لا يدخُلونَ الجنَّةَ: العاقُّ لوالِدَيهِ، والمدمِنُ على الخمرِ، والمنَّانُ بما أعطى -(صحيح النسائي:2561) تین شخص ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان کی طرف نہیں دیکھے گا: والدین کا نافرنان، مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والی عورت اور دیوث (بے غیرت خاوند)، نیز تین شخص جنت میں داخل نہ ہوں گے۔ماں باپ کا نافرمان، ہمیشہ شراب پینے والا اور دے کر احسان جتلانے والا۔

والدین کے حقوق

والدین جنت بھی دوزخ بھی

⇦ عنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ، أَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا حقُّ الْوَالِدَيْنِ عَلَى وَلَدِهِمَا ؟ قَالَ هُمَا جَنَّتُك وَنَارُك - حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ! اولاد پر ماں باپ کا کیا حق ہ؟ حضور ﷺ نے فرمایا: تمہارے ماں باپ تمہارے لیے جنت بھی اور دوزخ بھی (ابْنُ مَاجَهْ - كتاب الأدب،بَابُ البِرِّ الْوَالِدَيْنِ- حديث نمبر: 3662)

والدین سے حُسن سلوک کرنا گناہوں کا کفارہ ہے

⇦ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنھما سے روایت ہے کہ ایک شخص حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا" میں نے بہت بڑا گناہ کیا ہے، کیا توبہ کی کوئی صورت ہے۔؟ آپ ﷺ نے پوچھا! کیا تمہاری ماں زندہ ہے؟اس شخص نے عرض کیا نہیں" آپ ﷺ نے فرمایا! کیا تمہاری خالہ ہے؟اس نے عرض کیا جی ہاں! آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جاؤ اس سے جا کر حُسن سلوک کرو۔(اللہ تعالی تجھے معاف فرما دینگے) (سُننِ ترمذی،صحیح الترغیب والترھیب للالبانی) -أنَّ رجلًا أتى النَّبيَّ صلَّى اللَّهُ علَيهِ وسلَّمَ فقالَ يا رسولَ اللَّهِ إنِّي أصبتُ ذنبًا عظيمًا فَهل لي مِن توبةٍ قالَ هل لَكَ مِن أمٍّ ؟ قالَ : لا ، قالَ : هل لَكَ من خالةٍ ؟ قالَ : نعم ، قالَ : فبِرَّها

والدین کے نافرمان کیلئے سخت وعید

⇦ حضرت عمرو بن مرہ الجہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا اے اللہ کے رسول ﷺ! میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں اور آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ اور میں پانچ نمازیں پڑھوں گا،اپنے مال سے زکوتہ ادا کرونگا اور رمضان کے روزے رکھوں گا تو آپ ﷺ نے اپنی دو انگلیاں اٹھا کر فرمایا جس شخص کی موت اسی پر آئے گی وہ روزِ قیامت نبیوں (علیھم السلام) صدیقوں اور شہیدوں کیساتھ ہو گا بشرطیکہ اس نے والدین کے نافرمانی اور ان سے بدسلوکی نہ کی ہو (ابن حبان ، صحیح الترغیب والترھیب)

والدین کے حقوق

والدین کے نافرمان کیلیئے رسول اللہ ﷺ کی بددعا

⇦ حضرت سیدنا ابو ھریرہ رضی اللہ تعالی عنہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ منبر پر جلوہٗ افروز ہوئے اور آپ ﷺ نے تین مرتبہ (آمین) فرمایا پھر آپ ﷺ نے فرمایا میرے پاس جبریل (امین علیہ السلام) آئے اور انہوں نے آکر کہا اے محمد ﷺ! جو آدمی اپنے والدین (دونوں یا ان) میں سے کسی ایک کو پائے (پھر ان سے نیکی نہ کرے) پھر وہ مر جائے اور جھنم میں چلا جائے تو اللہ تعالی اُسے (اپنی رحمت سے) دور کردے۔ آپ ﷺ کہیں آمین تو میں نے کہا آمین، پھر انہوں نے کہا اے محمد ﷺ! جس شخص نے ماہ رمضان پایا پھر وہ اس حالت میں مر گیا کہ اسکی مغفرت نہیں کی گئی اور وہ جھنم میں داخل ہو گیا تو اللہ اُسے بھی (اپنی رحمت سے) دور کردے۔ آپ ﷺ کہیں آمین، میں نے کہا آمین، انہوں نے کہا کہ جس شخص کے پاس آپ ﷺ کا ذکر کیا گیا اور اُس نے آپ ﷺ پر درود نہیں پڑھا پھر اُسکی موت آگئی اور وہ جھنم میں چلا گیا تو اللہ تعالی اُسے بھی (اپنی رحمت سے) دور کردے۔ آپ ﷺ کہیں آمین تو میں نے کہا آمین (ابن حبان ، صحيح الترغيب والترهيب)

رسول اللہ ﷺ کی وصیت

⇦ حضرت ابن سلامہ سلمیؓ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میں آدمی کو اپنی ماں کے ساتھ اچھے سلوک اور برتاؤ کرنے کی وصیت کرتا ہوں، میں آدمی کو اپنی ماں کے ساتھ اچھے سلوک اور برتاؤ کرنے کی وصیت کرتا ہوں، میں آدمی کو اپنی ماں کے ساتھ اچھے سلوک اور برتاؤ کرنے کی وصیت کرتا ہوں، میں آدمی کو اپنے باپ کے ساتھ اچھے سلوک اور برتاؤ کرنے کی وصیت کرتا ہوں، میں آدمی کو اپنے غلام کے ساتھ جس کا وہ والی ہو اچھے سلوک اور برتاؤ کرنے کی وصیت کرتا ہوں، خواہ اس کو اس سے تکلیف ہی کیوں نہ پہنچی ہو۔ سنن ابن ماجه كتاب الأدب، بَابُ: بِرِّ الْوَالِدَيْنِ- حديث نمبر:5762)

والدین کے حقوق

والدین کی خدمت کرنے والی کی دعا قبول ہوتی ہے

⇦ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا! تین آدمی پیدل جارہے تھے کہ اچانک بارش ہو گئی، جسکی وجہ سے انہیں پہاڑ کی ایک غار میں پناہ لینا پڑی۔ جب وہ غار کے اندر چلے گئے تو پہاڑ سے ایک پتھر غار کے منہ پر آگرا جس سے غار کا منہ بند ہو گیا۔ اب وہ آپس میں کہنے لگے، دیکھو! وہ نیک (صالح) اعمال جو تم نے خالصتاً اللہ تعالی کی رضا کیلیئے کئے ہوں، آج انہی اعمال کو اللہ تعالی کے سامنے پیش کر کے دعا کرو، شاید وہ ہمیں اس مشکل سے نجات دے! چنانچہ ان میں سے ایک شخص نے دعا کرتے ہوئے کہا:

اے اللہ! میرے والدین بوڑھے تھے اور میرے چھوٹے چھوٹے بچے بھی تھے۔ میں بکریاں چراتا اور انکے لئے دودھ لیکر آتا۔ اور شام کو جب میں واپس گھر لوٹتا اور سب سے پہلے اپنے (بوڑھے) والدین کو دودھ پیش کرتا، پھر اپنے بچوں کو دیتا۔ ایک دن میں چراہگاہ دور ہونے کی وجہ سے گھر تاخیر سے پہنچا۔ تو میں نے دیکھا کہ میرے والدین سو چکے ہیں، میں نے دودھ لیا تو ان کے سر کے قریب کھڑا ہو کر انکے جاگنے کا انتظار کرنے لگا اور میں اس بات کو ناپسند کرتا تھا کہ خود انہیں جگاؤں، اور میں یہ بھی نہیں چاہتا تھا کہ ان سے پہلے اپنے بچوں کو دودھ پلاؤں حالانکہ بچے بھوک کی وجہ سے میرے پیروں کے قریب بلبلا رہے تھے، لہذا میں اسی طرح اُن کے جاگنے کا انتظار کرتا رہا، وہ سوئے رہے اور بچے بلبلاتے رہے حتی کہ طرح فجر ہو گئی۔ (اے اللہ!) تجھے معلوم ہے کہ میں نے وہ عمل صرف تیری رضا کیلیئے کیا تھا۔ لہذا تو اس پتھر کو اتنا ہٹا دے کہ ہم آسمان کو دیکھ سکیں۔۔۔۔۔ چنانچہ اللہ تعالی نے اسکی دعا قبول کی اور اس پتھر کو اتنا ہٹا دیا کہ وہ آسمان کو دیکھ سکتے تھے۔۔۔

باقی دو آدمیوں میں ایک نے اپنے مزدور کیلیئے حُسن سلوک کی نیکی پیش کرتے ہوئے اللہ تعالی سے دعا کی تو وہ پتھر تھوڑا سا اور کھسک گیا لیکن اب بھی وہ باہر نہ نکل سکتے تھے۔ اب تیسرے آدمی نے دعا کی، تو اس نے اپنی ایک چچازاد سے محبت کا ذکر کیا جس میں نوبت یہاں تک جا پہنچی کہ وہ اس سے بدکاری کرنے کے عین قریب پہنچ گیا۔ لڑکی نے اسے اللہ تعالی سے ڈرنے کا کہا تو اس نے بدکاری کا ارادہ ترک کر دیا۔ چنانچہ اللہ تعالی نے اس پتھر کو غار کے منہ سے مکمل طور پر ہٹا دیا (بخاری 5974، مسلم 3743)

والدین کے حقوق

والدین سے بد سلوکی کرنے والے کیلئے ہلاکت وتباہی

- آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کی ناک خاک آلود ہوئی (ذلیل ہوا) یہ بات آپ نے تین دفعہ فرمائی۔ لوگوں نے پوچھا اے رسول اللہ کون ذلیل ہوا؟ آپ نے فرمایا وہ شخص جس نے اپنے والدین کو بڑھاپے کی حالت میں پایا اور ان دونوں میں سے ایک یا دونوں کی خدمت کر کے جنت میں داخل نہ ہوا۔ (مسلم)

والدین کی خدمت پر خدائی انعام

- ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنھا بیان فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ! میں جنت میں گیا تو وہاں میں نے قرآت سنی، میں نے پوچھا یہ کون ہے ؟ تو جواب ملا حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ، پھر آپ ﷺ نے فرمایا (ماں باپ سے) نیکی اسی طرح ہوتی ہے۔ (ماں باپ سے) نیکی کا یہی فائدہ ہوتا ہے۔ (یعنی وہ اپنی والدین کیساتھ حُسن سلوک سے پیش آتے تھے) البخاری، مصنف عبدالرزاق, احمد فی المسند و الحاکم — (دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَسَمِعْتُ فِيهَا قِرَاءَةً ، فَقُلْتُ : مَنْ هَذَا ؟ قَالُوا : حَارِثَةُ بْنُ النُّعْمَانِ ، كَذَلِكُمُ الْبِرُّ ، كَذَلِكُمُ الْبِرُّ " . وَكَانَ أَبَرَّ النَّاسِ بِأُمِّهِ)

والدین سے حُسن سلوک کرنے سے عمر میں برکت اور رزق میں فراوانی

- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس کو یہ بات اچھی لگتی ہو کہ اسکی عمر لمبی (برکت والی) کر دی جائے اور اس کے رزق میں اضافہ کر دیا جائے تو وہ والدین سے اچھا برتاؤ کرے اور اپنے رشتہ داروں کیساتھ صلہ رحمی کرے۔ (صحیح الترغیب والترھیب للالبانی) -مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُمَدَّ لَهُ فِي عُمْرِهِ، وَأَنْ يُزَادَ لَهُ فِي رِزْقِهِ، فَلْيَبَرَّ وَالِدَيْهِ، وَلْيَصِلْ رَحِمَهُ

والدین کے حقوق

والدین کی دعا - مستجاب

⇦ آپ ﷺ نے فرمایا " تین دعاؤں کے قبول ہونے میں کوئی شک نہیں.... مسافر کی دعا...... مظلوم کی دعا..... والدین کی دعا اولاد کے حق میں " (الترمذی و ابوداؤد، و ابن ماجہ و مسند احمد) - ثلاثُ دعواتٍ مستجاباتٌ لا شَكَّ فيهِنَّ ؛ دَعوةُ المظلومِ ، ودعوةُ المسافرِ ، ودعوةُ الوالدِ على ولدِهِ

والدہ حسنِ سلوک کی زیادہ مستحق

⇦ حضرت ابوہرہؓ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسولِ کریم ﷺ سے پوچھا، میرے اچھا حسنِ سلوک کا سب سے زیادہ حقدار کون ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا تیری ماں... عرض کیا پھر کون؟ فرمایا تیری ماں.... عرض کیا پھر کون؟ فرمایا تیری ماں.... عرض کیا پھر کون؟ فرمایا تیری باپ) (صحیح بخاری) – (مَن أَحَقُّ النَّاسِ بِحُسْنِ صَحَابَتِي؟ قالَ: أُمُّكَ قالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قالَ: ثُمَّ أُمُّكَ قالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قالَ: ثُمَّ أُمُّكَ قالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قالَ: ثُمَّ أَبُوكَ)

⇦ والدین کے لیے دعا کا اہتمام

⇦ اللہ تعالی نے جہاں والدین کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا ہے وہیں پر ان کے لیے دعا کرنے کی تعلیم بھی ارشاد فرمائی ہے؛ چناں چہ ارشاد خداوندی ہے - رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِيْ صَغِيْراً یعنی: اے میرے پروردگار! تو میرے والدین پر رحم فرما جیسا کہ انھوں نے بچپن میں (رحمت و شفقت کے ساتھ) میری پرورش کی ہے-ہر نماز کے بعد والدین کے لیے دعا کرنے کا معمول بنالیں، دو بہت آسان دعائیں جن کی تعلیم خود اللہ جلّ شانہُ نے قرآن کریم میں دی ہے (رَبَّنَا اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ) – مَنْ صَلّی الصَّلَوَاتِ الخَمْسَ فَقَدْ شَكَرَ اللهَ، وَمَنْ دَعَا لِلْوَالِدَيْنِ فِيْ أَدْبَارِ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ فَقَد شَكَرَ الْوَالِدَيْنِ جس نے پانچ وقت کی نماز کی ادائیگی کا اہتمام کیا تو گویا اس نے اللہ کا شکر ادا کیا اور جس نے پانچ نمازوں کے بعد والدین کے لیے دعائے خیر کی تو گویا اس نے والدین کا شکر ادا کیا

والدین کے حقوق

مرنے کے بعد والدین کے حقوق......

- اولاد پر والدین کے حقوق اتنے زیادہ ہیں کہ یہ سلسلہ صرف والدین کی زندگی تک بھی محدود نہیں، بلکہ والدین کے حقوق اُن کے مرنے کے بعد بھی باقی رہتے ہیں،اس سلسلے میں احادیثِ طیبہ میں رہنمائی موجود ہے :

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ بنی سلمہ کے ایک شخص آئے اور انہوں نے دریافت کیا : یارسول اللہ ﷺ ! کیا میرے والدین کے مجھ پر کچھ ایسے بھی حقوق ہیں جن کو میں ان کے مرنے کے بعد ادا کروں ؟آپ علیہ السلام نے فرمایا: ہاں ! (۱) اُن کے لیے خیر ورحمت کی دعا کرتے رہنا،(۲) اُن کے واسطے اللہ سے مغفرت اور بخشش مانگنا، (۳)اُن کا اگر کوئی عہد و معاہدہ کسی سے ہو تو اس کو پورا کرنا، (۴)اُن کے تعلق سے جو رشتے ہوں ان کا لحاظ رکھنا اور ان کا حق ادا کرنا ؛اور ان کے دوستوں کا اکرام واحترام کرنا۔(ابوداؤد،ابن ماجہ)

- اس سے معلوم ہوا کہ والدین کے نام قرآن کی تلاوت کرنے، ان کے حق میں طلب مغفرت کرنے، ان کے نام صدقہ دینے، ان کے قرضوں کو ادا کرنے، ان کے دوستوں کا احترام کرنے، ان کے قریبی افراد کے ساتھ صلۂ رحمی کرنے اور ان کی طرف سے نماز، روزہ اور حج وغیرہ انجام دینے کے ذریعے والدین کے مرنے کے بعد بھی ان کے حق میں احسان اور نیکی انجام دی جاسکتی ہے۔

- مذکورہ حدیثِ مبارکہ میں اُس شخص کے لیے بھی امید کی کرن موجود ہے جو اپنے والدین کی نافرمانی کرتا رہے پھر بعد میں، جب اس کے والدین دنیا سے جا چکے ہوں، اُس کو احساس ہو، اور وہ اپنے اِس جرم عظیم کی تلافی کرنا چاہے؛ تو وہ مذکورہ بالا چار طریقوں سے اِس کی تلافی کرنے کی کوشش میں لگا رہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات سے قوی امید ہے کہ وہ اسے فرماں برداروں میں لکھ دے

والدین کے حقوق

اولاد کا مال- والدین کا......

- امام طبرانی نے المعجم الاوسط میں حضرت جابر بن عبداللہؓ سے ایک واقعہ روایت کیا ہے:
- ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور شکایت کی کہ میرے والد میری اجازت کے بغیر میرا مال خرچ کر دیتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اپنے والد کو بلا کر لاؤ۔ اسی وقت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ جب اس لڑکے کا والد آجائے تو آپؐ اس سے پوچھیں کہ وہ کلمات کیا ہیں جو اس نے دل میں کہے ہیں۔ جو اس کے کانوں نے بھی ان کو نہیں سنا۔
- جب وہ نوجوان اپنے والد (أمية بن أبي الصلت) کو لے کر آیا۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا آپ کا بیٹا آپ کی شکایت کرتا ہے کیا آپ نے اس کا مال چھین لیا ہے؟ والد نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اس سے پوچھ لیں کہ میں اس کی پھوپھی، خالہ یا اپنے نفس کے سوا کہیں خرچ کرتا ہوں۔ نبی کریم ﷺ فرمایا کہ پس حقیقت معلوم ہو گئی۔

اس کے بعد آپ ﷺ نے اس کے والد سے دریافت فرمایا کہ وہ کلمات کیا ہیں جو تم نے دل میں کہے اور تمہارے کانوں نے بھی نہیں سنے۔ اس شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یعنی جو بات میرے کانوں نے بھی نہیں سنی اس کی آپؐ کو اطلاع ہو گئی! میں نے چند اشعار دل میں پڑھے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا وہ اشعار ہمیں بھی سناؤ۔ اس صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میں نے دل میں یہ کہا تھا:

غَذوتُكَ مولوداً وَعُلتُكَ يافِعاً

تُعَلُّ بِما أُحنيَ عَلَيكَ وَتَنهلُ

والدین کے حقوق

اولاد کا مال۔ والدین کا......

غَذَوْتُكَ مولوداً وَعُلتُكَ يافِعاً   تُعَلُّ بِما أُحني عَلَيكَ وَتنهلُ
كَأَنّي أَنا المَطروقُ دونَكَ بِالَّذي   طُرِقتَ بِهِ دوني فَعَيناي تَهمُلُ
تَخافُ الرَدى نفسي عَلَيكَ وَإِنَني   لَأَعلَمُ أَنَ الموتَ حتمٌ مُؤَجَّلُ
فَلَمّا بَلَغتَ السِنَ وَالغايَةَ الَّتي   إِليها مَدى ما كُنتُ فيكَ أُؤَمِلُ
جَعَلتَ جَزائي غِلظَةً وَفَظاظَةً   كَأَنَكَ أَنتَ المنعِمُ المتَفَضِلُ
فَلَيتَكَ إِذ لَم تَرعَ حَقَّ أُبوَتي   فَعَلتَ كَما الجارُ المجاورُ يَفعَلُ
زَعَمتَ بِأَنّي قَد كَبِرتُ وَعِبتَني   لَم يَمضِ لي في السِنُ سِتونَ كُمَّلُ
وَسَمَيتَني بِاسِمِ المفَنَّدِ رَأيُهُ   وَفي رَأيِكَ التَفنيدُ لَو كُنتَ تَعقِلُ
تُراقِبُ مِني عَثرَةً أَو تَنالَها   هَبِلتَ وَهذا مِنكَ رَأيٌ مُضَلَلُ
وَإِنَكَ إِذ تُبقي لِجامي موائِلاً   بِرَأيِكَ شاباً مَرَةً لَمُغَفَّلُ
وَما صَولَةُ الحِقِّ الضَئيلُ وَخَطرُهُ   إِذا خَطَرَت يوماً قَساوِرُ بُزَّلُ
تَراهُ مُعِدّاً لِلخِلافِ كَأَنَهُ   بِرَدٍّ عَلى أَهلِ الصَوابِ مُوَكَلُ
وَلَكِنَّ مَن لا يَلقَ أَمراً يَنوبُهُ   بِعُدَّتِهِ يَنزِل بِهِ وَهو أَعزَلُ

میں نے تجھے بچپن میں غذا دی اور جوان ہونے کے بعد بھی تمہاری ہر ذمہ داری اٹھائی تمہارا سب کچھ میری کمائی سے تھا۔ جب کسی رات تمہیں بیماری پیش آگئی تو میں نے پوری رات نہ گزاری وہ رات مگر سخت بیداری اور بیقراری کے عالم میں۔ مگر ایسے جیسے کہ بیماری تمہیں نہیں مجھے لگی ہوئی ہے جسکی وجہ سے تمام شب روتے ہوئے گزار دیتا۔

میرا دل تمہاری ہلاکت سے ڈرتا رہا اور بیشک میں جانتا تھا کہ موت کا ایک دن مقرر ہے۔جب تم اس عمر اور اس حد تک پہنچ گئے کہ جس عمر کی میں تمنا کیا کرتا تھا۔

پھر تم نے میرا بدلہ سخت روئی اور سخت گوئی بنا لیا۔ گویا کہ تم ہی مجھ پر احسان وانعام کر رہے ہو۔

کاش!!! اگر تم سے میرے باپ ہونے کا حق ادا نہیں ہو سکتا تو کم از کم اتنا ہی کر لیتے جیسا ایک شریف پڑوسی کیا کرتا ہے۔

تونے کم از کم مجھے پڑوسی کا حق دیا ہوتا میرے ہی مال میں مجھ سے بخل سے کام نہ لیا ہوتا۔

والدین کے حقوق

اولاد کا مال- والدین کا......

- جب یہ اشعار ختم ہوئے تو حضور ﷺ کی آنکھوں میں آنسو تھے، آپ ﷺ نے اس نوجوان سے فرمایا " أَنْتَ، وَمَالُكَ لِأَبِيكَ" کہ تو اور تیرا مال سب تیرے باپ کا ہے۔

امام طبرانی نے المعجم الصغير (رقم : 947) اور الأوسط (رقم الحديث 6570) میں، اور امام البيهقي نے اپنی کتاب دلائل النبوة (ص 305) پر نقل کیا ہے

- والدین کے ساتھ حسنِ سلوک اور اُن کی اطاعت صرف ایک الہامی حکم ہی نہیں، بلکہ ایک معاشرتی تقاضا، عُمرانی خوبی اور خاندانی ضرورت بھی ہے۔ جو معاشرے پر دوررس اثرات کی حامل ہے
- خاندان معاشرے کی بنیادی اکائی اور والدین خاندان کی بنیادی اکائی ہیں، اس لئے والدین سے اچھا برتاؤ اور ان کا ادب واحترام معاشرے کو ایثار و قربانی، ہمدردی و مواسات اور محبت واخوت جیسے اعلیٰ انسانی جذبات سے مزین کرتا ہے
- والدین کی اطاعت وفرماں برداری معاشرتی ہم آہنگی اور یکجہتی کو فروغ دینے کا باعث ہوتی ہے، اس کے برعکس والدین کے ساتھ بدسلوکی کے رویے سے معاشرے میں نافرمانی اور انتشار کی فضا بنتی ہے

والدین کے حقوق

قرآنی آیات

⇦ وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَائِيلَ لَا تَعْبُدُونَ إِلَّا اللَّهَ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا – یاد کرو، اسرائیل کی اولاد سے ہم نے پختہ عہد لیا تھا کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا،ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنا - [2:83]

⇦ يَسْأَلُونَكَ مَاذَا يُنفِقُونَ ۖ قُلْ مَا أَنفَقْتُم مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ ۗ وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ لوگ پوچھتے ہیں کہ ہم کیا خرچ کریں؟ جواب دو کہ جو مال بھی تم خرچ کرو اپنے والدین پر، رشتے داروں پر، یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں پر خرچ کرو اور جو بھلائی بھی تم کرو گے، اللہ اس سے باخبر ہو گا - [2:215]

⇦ وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا ۖ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَبِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنبِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ۗ اور تم سب اللہ کی بندگی کرو، اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ، ماں باپ کے ساتھ نیک برتاؤ کرو، قرابت داروں اور یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ، اور پڑوسی رشتہ دار سے، اجنبی ہمسایہ سے، پہلو کے ساتھی اور مسافر سے، اور اُن لونڈی غلاموں سے جو تمہارے قبضہ میں ہوں، احسان کا معاملہ رکھو- [4:36]

⇦ قُلْ تَعَالَوْا أَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ ۖ أَلَّا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا ۖ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا ۖ اے محمدؐ! ان سے کہو کہ آؤ میں تمہیں سناؤں تمہارے رب نے تم پر کیا پابندیاں عائد کی ہیں: یہ کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، اور والدین کے ساتھ نیک سلوک کرو- [6:151]

⇦ رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ پروردگار، مجھے اور میرے والدین کو اور سب ایمان لانے والوں کو اُس دن معاف کر دیجیو جبکہ حساب قائم ہو گا- [14:41]

والدین کے حقوق

قرآنی آیات

⇦ وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا ۚ إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِندَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُل لَّهُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا
وَقُل لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا ﴿٢٣﴾ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُل رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا ﴿٢٤﴾- تیرے رب
نے فیصلہ کر دیا ہے کہ: تم لوگ کسی کی عبادت نہ کرو، مگر صرف اُس کی والدین کے ساتھ نیک سلوک کرو اگر تمہارے پاس اُن میں سے
کوئی ایک، یا دونوں، بوڑھے ہو کر رہیں تو انہیں اف تک نہ کہو، نہ انہیں جھڑک کر جواب دو، بلکہ ان سے احترام کے ساتھ بات کرو , اور
نرمی و رحم کے ساتھ ان کے سامنے جھک کر رہو، اور دعا کیا کرو کہ "پروردگار، ان پر رحم فرما جس طرح اِنہوں نے رحمت و شفقت کے
ساتھ مجھے بچپن میں پالا تھا [17/23-24]

⇦ وَوَصَّيْنَا الْإِنسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَلَىٰ وَهْنٍ وَفِصَالُهُ فِي عَامَيْنِ أَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ إِلَيَّ الْمَصِيرُ ﴿١٤﴾ وَإِن
جَاهَدَاكَ عَلَىٰ أَن تُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ۖ وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا ۖ وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ ۚ ثُمَّ
إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿١٥﴾ اور حقیقت یہ ہے کہ ہم نے انسان کو اپنے والدین کا حق پہچاننے کی خود تاکید کی ہے اُس
کی ماں نے ضعف پر ضعف اُٹھا کر اسے اپنے پیٹ میں رکھا اور دو سال اُس کا دودھ چھوٹنے میں لگے (اِسی لیے ہم نے اُس کو نصیحت کی کہ)
میرا شکر کر اور اپنے والدین کا شکر بجا لا، میری ہی طرف تجھے پلٹنا ہے , لیکن اگر وہ تجھ پر دباؤ ڈالیں کہ میرے ساتھ تو کسی ایسے کو شریک
کرے جسے تو نہیں جانتا تو ان کی بات ہر گز نہ مان دُنیا میں ان کے ساتھ نیک برتاؤ کرتا رہ مگر پیروی اُس شخص کے راستے کی کر جس نے میری
طرف رجوع کیا ہے پھر تم سب کو پلٹنا میری ہی طرف ہے، اُس وقت میں تمہیں بتا دوں گا کہ تم کیسے عمل کرتے رہے ہو- [31/14-15]

والدین کے حقوق

قرآنی آیات

⇦ وَوَصَّيْنَا الْإِنسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا ۖ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا وَوَضَعَتْهُ كُرْهًا ۖ وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا ۚ حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ أَشُدَّهُ وَبَلَغَ أَرْبَعِينَ سَنَةً قَالَ رَبِّ أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَىٰ وَالِدَيَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ وَأَصْلِحْ لِي فِي ذُرِّيَّتِي ۖ إِنِّي تُبْتُ إِلَيْكَ وَإِنِّي مِنَ الْمُسْلِمِينَ ہم نے انسان کو ہدایت کی کہ وہ اپنے والدین کے ساتھ نیک برتاؤ کرے اُس کی ماں نے مشقت اٹھا کر اسے پیٹ میں رکھا اور مشقت اٹھا کر ہی اس کو جنا، اور اس کے حمل اور دودھ چھڑانے میں تیس مہینے لگ گئے یہاں تک کہ جب وہ اپنی پوری طاقت کو پہنچا اور چالیس سال کا ہو گیا تو اس نے کہا "اے میرے رب، مجھے توفیق دے کہ میں تیری اُن نعمتوں کا شکر ادا کروں جو تو نے مجھے اور میرے والدین کو عطا فرمائیں، اور ایسا نیک عمل کروں جس سے تو راضی ہو، اور میری اولاد کو بھی نیک بنا کر مجھے سُکھ دے، میں تیرے حضور توبہ کرتا ہوں اور تابع فرمان (مسلم) بندوں میں سے ہوں"- [46:15]

⇦ وَبَرًّا بِوَالِدَيْهِ وَلَمْ يَكُن جَبَّارًا عَصِيًّا اور (یحییٰ علیہ السلام) اپنے والدین کا حق شناس تھا وہ جبّار نہ تھا اور نہ نافرمان- [19:12]

⇦ وَجَعَلَنِي مُبَارَكًا أَيْنَ مَا كُنتُ وَأَوْصَانِي بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ مَا دُمْتُ حَيًّا ﴿٣١﴾ وَبَرًّا بِوَالِدَتِي وَلَمْ يَجْعَلْنِي جَبَّارًا شَقِيًّا ﴿٣٢﴾ اور بابرکت کیا جہاں بھی میں رہوں، اور نماز اور زکوٰۃ کی پابندی کا حکم دیا جب تک میں زندہ رہوں، اور اپنی والدہ کا حق ادا کرنے والا بنایا، اور مجھ کو جبّار اور شقی نہیں بنایا- [19:31-32]

⇦ رَّبِّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَن دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَلَا تَزِدِ الظَّالِمِينَ إِلَّا تَبَارًا یرے رب، مجھے اور میرے والدین کو اور ہر اس شخص کو جو میرے گھر میں مومن کی حیثیت سے داخل ہوا ہے، اور سب مومن مردوں اور عورتوں کو معاف فرمادے، اور ظالموں کے لیے ہلاکت کے سوا کسی چیز میں اضافہ نہ کر- [71:28]

والدین کے حقوق

قرآنی آیات

⇦ وَوَصَّيْنَا الْإِنسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا ۖ وَإِن جَاهَدَاكَ لِتُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ۚ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٨﴾ ہم نے انسان کو ہدایت کی ہے کہ اپنے والدین کے ساتھ نیک سلوک کرے لیکن اگر وہ تجھ پر زور ڈالیں کہ تو میرے ساتھ کسی ایسے (معبود) کو شریک ٹھیرائے جسے تو (میرے شریک کی حیثیت سے) نہیں جانتا تو ان کی اطاعت نہ کر میری ہی طرف تم سب کو پلٹ کر آنا ہے، پھر میں تم کو بتادوں گا کہ تم کیا کرتے رہے ہو - [29:8]